شیخ شبلنجی اوران کی کتاب سیرت

یٰسین مظہر صدیقی*

اردو دنیائے علم میں نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالیؒ (۱۲۴۸ھ/۱۸۳۲ء-۱۳۰۷ھ/۱۸۹۰ء) نے شیخ شبلنجی اوران کی کتاب سیرت کا غالبا سب سے پہلے تعارف کرایا۔نواب موصوفؒ نے شیخ سیرت نگار کی حیات وحالات کے بارے میں تو کچھ نہیں لکھا،صرف ان کے نام نامی اوران کے لقب سے ان کے بارے میں لکھ کران کی کتاب سیرت کامختصر ذکرکیا ہے:''شیخ امام سید شبلنجی معروف بمومن رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب نورالابصار میں بذکرسیرت نبویہ جوکچھ لکھا ہے اوس سے تلخیص مطالب بازیادت حسنہ کرکے حوالہ قلم صدق رقم ہوتا ہے۔''ان کے رسالہ میں اتنا ہی ذکر ملتا ہے۔(۱)

نواب موصوفؒ نے اپنے رسالہ سیرت میں جومعلومات وروایات جمع کی ہیں خاص کرنورالابصار سے انہوں نے اصل مؤلف کتاب اوران کی سیرت نگاری کے بارے میں جستجو پیدا کردی اوران کے بارے میں کچھ جاننے اورلکھنے پر مجبور کردیا۔ادارہ علوم اسلامیہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کی لائبریری سچ مچ گنجینہ علم ومعرفت ہے۔وہ دنیا میں اپنی قسم کی واحد لائبریری ہے اس کے نوادرات میں شیخ شبلنجی کی مذکورہ بالاکتاب بھی موجود ہے اوراس کے آخر میں ناشرین نے ترجمۃ المؤلف بھی لکھ دیا ہے۔مؤلف گرامی قدر کے بارے میں بیشتر معلومات اسی سے ماخوذ ومستعار ہیں،بعض کا اضافہ البتہ دوسرے مآخذ سے کیا گیا ہے ان کی کتاب مستطاب کا تعارف وتجزیہ ہمارے علم وفہم اورمطالعہ پر مبنی ہے جوممکن حدتک وفاداراورصحیح اورایماندار ہے البتہ تعبیروتشریح وتنقیح وتحلیل اورتجزیہ وتنقید شخصی ہے جس سے اختلاف بھی کیا جاسکتا ہے اوراس پرنقدبھی رواہے۔کتاب سیرت کی اہمیت اوراس کے مؤلفِ گرامی کی شخصیت کے پیش نظراس کا ایک اردوتعارف اہل علم کی خدمت میں حاضر ہے۔

نام ونسب:

مؤلف گرامی کا نام سیدمومن تھا اوران کے والد ماجد کاحسن مؤمن۔ان دونوں کی نسبت شبلنجی بتائی گئی ہے۔ شبلنجی ترجمۃ المؤلف کے مطابق مصر کے دیہاتوں اورگاؤں میں سے ایک گاؤں ہے جس کا فاصلہ بنہا عسل نامی قصبہ سے دوگھنٹے کی مسافت ہے اوروہ مشرقی جانب واقع ہے،بنہا نامی گاؤں بھی مصر کا ایک گاؤں ہے جس کا ذکرمشہور عالم ابن الاثیر نے کیا ہے وہ اپنے شہد کی پیداوار کے لئے مشہور ہے اس لئے بنہا العسل کہلاتا ہے۔

* سابق ڈائریکٹرادارہ علوم اسلامیہ/ شاہ ولی اللہ اکیڈمی،علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،علی گڑھ۔انڈیا۔

ترجمۃ المؤلف کے راقم آثم نے اس گاؤں کے شہد میں برکت کی دعا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہے: ''بارك النبی صلی الله علیه وسلم فیه وفی عسل''۔ وہ ان کے دینی رجحانات کی خوب عکاسی کرتی ہے۔

ولادت:

شیخ شبلنجی سید مؤمن کی ولادت اپنے گاؤں میں سنہ ۱۲۵۰ھ (سنة خمسین بعدالمأتین والالف) ہوئی اور وہیں انھوں نے اپنے والد ماجد کی گود میں تربیت وتعلیم پائی۔

تعلیم وتدریس:

گاؤں شبلنجی ہی میں ان کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد قرآن مجید حفظ کیا جب ان کی عمر صرف دس سال تھی۔ سن بلوغ سے قبل وہ تجوید قرآن عظیم کے حصول کے لئے جامع ازہر گئے یہ سنہ ۱۲۶۷ھ کی بات ہے انھوں نے اپنے زمانے کے عظیم ترین علماء سے اعلیٰ تعلیم حاصل کی۔ صاحب ترجمۃ المؤلف نے سب سے زیادہ ان کے اساتذہ اوران سے حصول علوم وفنون ہی پر تفصیل بہم پہنچائی ہے۔

اساتذہ وفنون:

۱۔ شیخ محمد خضری (دمیاطی (م۳ صفر ۱۲۹۸ھ) سے مختلف فنون وعلوم اوران کی کتابوں کا درس لیا۔ ان میں فقہ کے دروس بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ان سے متعدد کتابیں بھی پڑھیں جیسے:

المواہب الدنیۃ، جوھرۃ التوحید کی شرح عبدالسلام، زبیدی کی مختصر البخاری، صحیح مسلم کے بعض حصے، شمائل ترمذی (دوبار)، حکم ابن عطاء اللہ (دوبار)، فضائل رمضان، قصیدہ ہمزیہ، قصیدہ بردہ، قصیدہ بانت سعا داور جمع الجوامع کے بعض اجزاؤ غیرہ شامل ہیں۔

۲۔ علامہ شیخ محمد الاشمونی حفظ اللہ تعالیٰ سے بھی فقہ کے دروس حاصل کئے اور حسب ذیل کتابوں کا بھی درس لیا:

شرح الھدیٰ، تفسیر الجلالین، مغنی اللبیب، شرح السعد، جمع الجوامع، المطول کا کچھ حصہ اور قصیدہ بردہ شامل ہیں۔

۳۔ شیخ علامہ محمد الانبابیؒ سے بھی فقہ کی تعلیم حاصل کی اوران کے دروس میں بھی حاضری دی۔ ان کے علاوہ حسب ذیل کتابوں کے دروس میں بھی شرکت کی سعادت پائی:

السمرقندیہ کی شرح الملوی،

نحو میں شرح ابن عقیل اور شرح الاشمونی، توحید میں شیخ الفضالی کا رسالہ اور ابن حجر کا رسالہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم شامل ہیں۔

۴۔ سید عبدالہادی نجاالابیاریؒ کے دروس میں حاضر ہوکر مغنی اللبیب، سنن الکافی اور مطول کے بعض حصے پڑھے۔

۵۔ علامہ شیخ محمد علیشؒ کی خدمت میں زانوئے ادب طے کیا اوران سے شرح الاشمونی اورایساغوجی (المشھور الحسینی) کے ساتھ پڑھیں۔

۶۔ امام المحققین شیخ ابراھیم السقاء سے سلم کی شرح الملوی کی تعلیم حاصل کی۔

۷۔ علامہ شیخ احمد کمبوہؒ سے جامع صغیر کا درس لیا۔

۸۔ علامہ شیخ ابراھیم الشرقاویؒ سے بھی شرح ابن عقیل پڑھی۔

۹۔ شیخ سیدی الشرشی الشرقاویؒ سے شرح الشذ ور ولقطر کی دو کتابیں پڑھیں۔

۱۰۔ شیخ ابراھیم السنجلفیؒ کے دروس میں حاضر ہوکر شرح القطر پھر سے پڑھی۔

۱۱۔ شیخ محمد المرصفی معروف ومدعو بہ ابی سلیمانؒ سے شرح الازھریہ کی تعلیم حاصل کی۔

۱۲۔ شیخ نصر الھورینیؒ کی خدمت میں حاضری دی اورالاجرومیہ کی شرح الشیخ خالد کی تعلیم لی۔

۱۳۔ شیخ علی السندبیؒ کی خدمت میں شرح الکفراوی کے درس میں شرکت کی۔

۱۴۔ شیخ محمد الطّوخیؒ کی خدمت میں حاضری دے کر الآجرومیہ کا متن اوردوسری کتابیں پڑھیں۔

۱۵۔ متعدد دوسرے اشیاخ واساتذہ کی خدمت میں حاضر ہوکر مختصر کتابوں کا درس لیا اوران کا ذکر طول کلام کا موجب ہوگا۔ان میں السنوسیہ جیسی کتب شامل تھیں۔

۱۶۔ اپنے بعض اہل علم دوستوں اوراخوان کے ساتھ متعدد کتابوں کا مطالعہ کیا جیسے المنھج ، الاشمونی ، رسالۃ الصبان البیانیہ،منطق میں السلم کا متن ، قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کا متن ،ابن ابی جمرہ کا مختصروغیرہ۔

۱۷۔ شیخ شبلنجی نے تاریخ وادب میں بہت سی کتابوں کا مطالعہ کیا جیسے سنن الشعرانی اوراس کے طبقات ،طبقات المناوی ،طبقات ابن السبکی۔

تالیفات شیخ شبلنجی :

ترجمۃ المؤلف میں شیخ موصوف کی صرف چند کتابوں کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔تاریخ الجبرتی کی تلخیص واختصار کیا جس میں مغز لے لیا اور چھلکا چھوڑ دیا۔ وہ دو مختصر اجزاء میں ہے۔

۲۔ فتح المنان بتفسیر غریب جمل القرآن ۔ وہ ایک مختصر رسالہ (جزء صغیر) ہے جس میں اسباب نزول ، ناسخ منسوخ روایت حفص از عاصم اوربعض کلمات قرآنی کے رسم خط سے بحث کی ہے کیونکہ وقف رسم خط کا تابع ہوتا ہے۔

سیر وسوانح:

ترجمۃ المؤلف کے آخر میں شیخ شبلنجی کی ''صفت'' کے عنوان سے شمائل واحوال کا انتہائی مختصر ذکر ملتا

ہے اس کے مطابق شیخ موصوف معتدل قامت والے، نحیف جسم والے بزرگ تھے، رنگ گورا مائل بہ سرخی تھا، ان کے دونوں رخسار پچکے تھے وہ عزلت پسند شخص تھے اور اپنے نفس میں مگن رہتے تھے۔ البتہ وہ قبور ومشاہدہ کی زیارت کے شائق تھے وہ کسی غنی کی اس کی مالداری کے سبب یا کسی جاہ کی لالچ میں تعظیم نہیں کرتے تھے اور نہ ہی کسی فقیر کی تحقیر اس کے فقر کی بناء پر کرتے تھے، بلکہ نیکی کمانے کی خاطر اس کی توقیر کرتے تھے۔

صاحب ترجمہ۔ شیخ شبلنجی۔ برابر علم کا مطالعہ کرتے رہتے تھے اور لوگوں کو املا کراتے تھے۔ ان کا مقام عزلت ودرس جامع ازہر کے قرب میں استاذ سید محمد البکری بن ابی الحسن کا زاویہ تھا جو باب الشوریہ کی جانب شرقی میں تھا۔ صاحب ترجمہ کے بعد راقم ترجمہ نے سید محمد البکری کی ولایت وبرزگی اور علم وفضل کا بھی شیخ شعرانی کے حوالے سے مختصر ذکر کیا ہے(۲)

نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار۔ ایک تعارف

امام شبلنجی (سید مومن بن حسن مومن شبلنجی مصری) کی کتاب کے عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ آل بیت کے مناقب کی کتاب ہے اور حقیقت بھی یہی ہے جیسا کہ کتاب کے مشمولات سے معلوم ہوتا ہے۔ اس میں عہد اول سے عہد آخر تک بہت سے سادات اور خاندان نبوت کے اشخاص کا ذکر خیر ملتا ہے مگر دراصل وہ سیرت طیبہ اور تاریخ خلفاء راشدین پر بہت قیمتی مواد رکھتی ہے اور نصف سے کچھ کم اسی پر مبنی و مشتمل ہے۔ حضرت مصنفؒ نے اس کو باب اول قرار دیا ہے اور اس میں متعدد فصول بنائی ہیں۔ بڑی تقطیع کی ۳۷سطری کتاب کے اولین پچاس صفحات سیرت نبوی کے لئے وقف ہیں اور اس کے بعد کے پچاس صفحات میں خلافت راشدہ کی تاریخ بیان کی ہے۔ تجزیہ متن سے پتہ چلتا ہے کہ سیرت نبوی پر کل چالیس صفحات بھی نہیں ہیں کیونکہ شروع کے صفحات میں خلفاء راشدین کے مناقب کا مجموعی ذکر ہے۔(۳)

باب ثانی مؤلف گرامی کے عنوان واظہار کے مطابق حضرات حسنین رضی اللہ عنہما اور باقی ائمہ اثنا عشر کے مناقب پر ہے جو ان کے سوانح، حالات، کرامات، واقعات، کوائف، فضائل ومناقب اور ان سے متعلق چیزوں کا احاطہ کرتا ہے۔(۴)

تیسرا باب اس جماعت اہل بیت کے ذکر کے لئے خاص ہے جن کے قاہرہ/مصر میں مزارت مشہور ہیں اور جن کی مساجد معمور ہیں۔ اس باب میں بھی متعدد فصول ہیں۔ اول فصل میں حضرت سکینہ بنت الحسین کے ذکر خیر سے آغاز ہوتا ہے متعدد سیدات کے ذکر اذکار کے بعد کئی سادات ذی وقار کا تذکرہ ہے اور یہ تذکرہ ان کے مناقب وفضائل کا ہی احاطہ کرتا ہے۔(۵)

چوتھا باب ائمہ اربعہ۔ابوحنیفہؒ، مالک بن انسؒ، شافعیؒ، احمد بن حنبلؒ۔رحمہم اللہ کے مناقب کے ذکر پر مشتمل ہے۔(۶)

اور پانچواں اورآخری باب اقطاب سادات۔ احمد بن الرفاعی، عبدالقادر جیلی، احمد البدوی، ابراہیم الدسوقی۔رحمہم اللہ کے ذکر کے بعداور تتمہ کلام میں حضرت ابوالحسن الشاذلی کے مناقب بیان کرتا ہے اوراسی پر کتاب نورالابصار ختم ہوتی ہے۔

شیخ شبلنجی کی سیرت نگاری

مختلف سیرت نگاروں کی مانند شیخ شبلنجی کی سیرت نگاری برائے حصول سعادت اور برائے تبرک ہے ان کا اصل مقصود تو دوسرا ہے لیکن اس کے حصول کے لئے سیرت نبوی کا بیان ایک طرح سے تمہید بھی ہے اور باعث برکت بھی۔ وہ آغاز ہی میں وضاحت فرماتے ہیں کہ سیرت رسول ﷺ پر بہت سی کتابیں بطورخاص لکھی گئی ہیں جن کا شمار کرنا بھی مشکل ہے لیکن اس عجالہ/ رسالہ میں اختصار کے ساتھ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ساتھ تعرض تبرک حاصل کرنے کے لئے ہی کیا جارہا ہے ''والغرض ھنھا ذکر طرف مما یتعلق بہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ھذہ العجالۃ علیٰ سبیل الایجاز تبرکا بہ صلی اللہ علیہ وسلم.... ''(۷)

فصل فی ذکر نسبہ صلی اللہ علیہ وسلم ومولدہ ومرضعاتہ ومایتصل بذلك کے تحت ہی اپنے مقصود تالیف کا ذکر کیا ہے پھر نسب نبوی سے سیرت نبوی کا باب کھول دیا ہے اور پہلے پدری نسب عدنان تک بیان کیا ہے اور پھر مادری نسب آمنہ بنت وہب سے پانچویں جدامجد کلاب تک جن سے پدری نسب متحد ہوجاتا ہے،نسب سامی کی جلالت وسیادت پر دوشعر بھی نقل کیے ہیں۔

ولادت نبوی کے باب میں پہلے یہ بیان دیا ہے کہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں طلوع فجر کے وقت دوشنبہ ۱۲ ربیع الاول عام الفیل کو پیدا ہوئے۔مواہب لدنیہ میں بھی ہے اور یہ بھی روایت ہے کہ رات میں ولادت ہوئی۔اس کے ثبوت میں حضرت عائشہؓ کی سند پر ایک روایت نقل کی ہے جس کے مطابق ایک یہودی مکہ میں تجارت کرتا تھا جس نے شب ولادت کی صبح یہ بشارت دی تھی کہ رات اس امت کا اخیرہ کا نبی پیدا ہوا ہے جس کے شانوں کے درمیان مہر نبوت ہے۔لیکن قول اول حضرت عبداللہ عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے۔

آپ ﷺ کے مقام ولادت کے بارے میں اختلاف ہے۔مواہب لدنیہ مطابق چار اقوال نقل کئے ہیں:
۱۔مکہ مکرمہ کے اس مکان مبارک میں جو حجاج بن یوسف ثقفی کے بھائی محمد بن یوسف ثقفی کا مکان بعد میں بنا، ۲۔وادی اشعب (ابی طالب) میں، ۳۔الروم میں ۴۔کہاجاتا ہے عسفان نامی مقام پر۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی والدہ ماجدہ الشفاءؓ کے ہاتھوں آپ ﷺ کی ولادت ہوئی اوراس وقت آپ ﷺ کی نگاہ مبارک آسمان کی طرف نگران تھی اوردونوں ہاتھ زمین پر ٹکے ہوئے تھے۔اس میں جواشارے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ولادت کے وقت آپ ﷺ قدرتی طور سے سرگیں چشم ،پاکیزہ تن،ناف بریدہ ،ختنہ شدہ پیداہوئے تھے، شیخ شبلنجی نے ناف بریدہ ہونے کی وضاحت کی ہے کہ ناف بالعموم دائی ہی کاٹتی ہے اوراسی طرح ختنہ شدہ کی تعریف کی ہےایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا ختنہ کیا تھا۔علماء کا بیان ہے کہ ان دونوں روایات میں جمع وتطبیق دینی ممکن ہے کہ ولادت کے وقت ختنہ مکمل نہ تھا جسے دادا نے کامل کردیا۔ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی مرضعہ حضرت حلیمہ سعدیہ کے گھر میں قیام کے دوران شق صدر کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ ﷺ کا ختنہ کیا تھا،''پھر فائدہ'' کےتحت کعب الاحبار کا قول نقل کیا ہےجس کے مطابق تیرہ انبیائے کرام مختون پیدا ہوئے اوران کے نام کعب الاحبار نے حیاۃ الحیوان کی بنیاد پر گنوائے ہیں۔

عبداللہ آپ ﷺ کے والد ماجد کا انتقال آپ ﷺ کے حمل کے زمانے میں ہوگیا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کا تسمیہ وعقیقہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں دن کیا تھا۔شیخ موصوف نے یہ بھی وضاحت یہاں کردی کہ آپ ﷺ کے مولد شریف سے متعلق ایک الگ رسالہ لکھا جاچکا ہےاور یہاں صرف تخفیف واختصار مقصود ہے۔(۸)

مرضعات نبوی کے بارے میں شیخ شبلنجی نے پھرکلام شروع کیا ہے کہ آپ ﷺ کوآٹھ خواتین نے دودھ پلایا تھا۔

ان میں سے آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ بی بی آمنہ نے تین دن دودھ پلایا۔اورکہا گیا کہ سات دن رضاعت کی۔پھر ابولہب کی جاریہ ثویبہ اسلمیہ نے دودھ پلایا جن کواس نے ولادت نبوی کی بشارت دینے پرآزاد کردیا تھا۔انہوں نے حلیمہ کے آنے سے قبل چند دنوں تک رضاعت کی، پھر خولہ بنت المنذر اورم ایمن نے رضاعت کی،ان دونوں کا ذکر یعمری نے کیا ہے پھرایک اورسعدیہ خاتون نے کی جوحلیمہ کے سواءتھیں۔ان کا ذکر ابن القیم نے کیا ہے۔ان کے علاوہ تین دوسری خواتین نے رضاعت نبوی کی سعادت پائی جن میں سے ہرایک کا نام عاتکہ ہے۔سہیلی نے بعض علماء کا کلام نقل کیا ہے جورسول ﷺ کے فرمان:''انا ابن العواتك (میں عاتکہ نامی خواتین کا فرزند ہوں) کی شرح کرتا ہے۔حیاۃ الحیوان میں عواتک کی تعداد تیرہ بتائی گی ہے جوآپ ﷺ کی امہات تھیں۔شیخ موصوف نے تین عواتک کے نام ونسب کا ذکر کیا ہےاورعاتکہ کےمعنی خوشبو دار خاتون بتائے ہیں (۹) اس کے وضاحت کی ہے کہ آپ ﷺ کی سب سے زیادہ رضاعت حلیمہ سعدیہ نے کی تھی۔بعض علماء کرام نے ان کے شوہر بلکہ ان کے فرزندوں کے اسلام لانے کی صراحت کی ہے۔ بہرحال جب حضرت حلیمہ سعدیہ کوآپ ﷺ کے بارے میں خوف ہواتو آپ ﷺ کووالدہ کے پاس پہنچادیا(۱۰)

شیخ شبلنجیؒ نے اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کے بچپن کے واقعات کو مختصرا بیان کیا ہے ان میں حسب ذیل شامل ہیں۔

۔ والدہ ماجدہ کے ساتھ مدینہ کی زیارت نبی النجار کے اخوال یعنی آپ ﷺ کے دادا کے احوال (ننھالی رشتہ داروں) سے ملاقات کے لئے، آپ کی والدہ ماجدہ کی وہاں بیماری اوردوران سفر وفات اورابواء میں تدفین، آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال تھی جیسا کہ ابن اسحاق نے کہا ہے۔

حضرت ام ایمن کی حضانت وخبر گیری جن کا نام برکہ ''الحبشیہ تھا اور جن کو آپ ﷺ نے اپنے والد سے ورثہ میں پایا تھا وہی آپ ﷺ کو دادا کے پاس مکہ لائیں۔

دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کی آٹھ سال کی عمر پوری ہونے تک کفالت کی ساتویں برس میں آپ ﷺ کو سخت آشوب چشم ہوا۔ جب آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب بیمار ہوئے تو آپ ﷺ کے چچا ابوطالب کے سپرد کر کے وصت کردی کیونکہ وہ صاحب جاہ بھی تھے اور آپ ﷺ کے والد ماجد عبداللہ کے حقیقی بھائی بھی تھے۔

۔ ابوطالب آپ ﷺ کی کفالت وتربیت کا شرف پاکر صاحب افتخار بنے۔ وہ آپ ﷺ سے خیر وبرکت پاتے تھے جیسے آپ ﷺ ان کے ساتھ کھانا کھاتے تو ان کے اہل وعیال کو آسودگی ہوجاتی اوران کے ساتھ نہ کھاتے تو وہ ناآسودہ رہتے۔ اورقحط مکہ کے زمانے میں آپ ﷺ کی برکت کی بناء پر بارش ہوئی۔آپ ﷺ کے ساتھ شام کا تجارتی سفر کیا اور پھر بحیرا راہب کا واقعہ اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔

۔ آپ ﷺ نے اپنے دوسرے چچاؤں زبیر اورعباس فرزندان عبدالمطلب کے ساتھ یمن کے تجارتی اسفار بھی کئے۔

۔ یہ ثابت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے نبوت سے قبل اجرت پر بکریاں چرائیں جیسی کہ سنت انبیاء ہے اس سے قلب میں رحمت ورافت اورلطف ومحبت پیدا ہوتی ہے تا کہ جب مخلوق کی رعائت معاملہ آئے تو پہلے اپنے نفس کی تہذیب ہوچکی ہو(۱۱)

۔ پچیس سال کی عمر میں جب آپ ﷺ کو مکہ میں الامین پکارا جاتا تھا تو آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے تجارتی سامان اوران کے غلام میسرہ کے ساتھ شام کا سفر کیا اوراسی سال ان سے شادی کی۔ یہ سفر تیسرا تھا جس میں آپ ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کے لئے اجرت پر کام کیا تھا۔

۔ پینتیس سال کی عمر میں آپ ﷺ نے کعبہ کی تعمیر نو میں حصہ لیا اورحجراسود کو اپنے دست مبارک سے اس کے مقام پر قریش کی مرضی سے نصب فرمایا۔

- جب ایام وحی قریب آئے تو آپ ﷺ کو خلوت محبوب ہوگئی اور آپ ﷺ غار حراء میں خلوت گزینی کرتے اور عبادت فرماتے اس عبادت کے بارے میں کہا گیا کہ ذکر کے ذریعہ فرماتے تھے یا فکر کے ذریعہ شیخ محی الدین کے کلام کے مطابق نبوت سے قبل آپ ﷺ کی عبادت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی شریعت کے مطابق تھی۔ اس کے علاوہ دوسری بات بھی کہی گئی ہے۔
- رویا صادقہ مقدمات وحی تھے۔ کہا گیا ہے کہ ان کے دیکھے جانے کی مدت چھ ماہ تھی۔ اسی زمانے میں شیاطین پرستاروں کی مار پڑی جیسی کہ انبیاء کرام کی بعثت کے وقت پہلے بھی پڑا کرتی تھی۔ سیرۃ الحلبی کے مطابق اس مار کی کثرت رہی اور وہ کبھی نشانے پر لگتی اور کبھی نہ لگتی۔
- اور جب آپ ﷺ کے چالیس سال پورے ہوگئے ایک قول کے مطابق چالیس سال (چالیس دن) اور دس دن، اور دوسرے قول مجہول کے مطابق دو مہینے زیادہ ہوگئے تو دوشنبہ ۱۷ رمضان، یا ۷ یا چوبیس رمضان کو، جیسا کہ مواہب میں ہے غار حراء میں قیام نبوی کے دوران حضرت جبریلؑ نبوت لے کر آئے۔ سورہ اقراء کے نزول اور حضرت جبریلؑ کے سینے سے بھینچنے کا واقعہ مختصراً منقول ہے۔ پھر وضوء اور نماز (دو رکعت) کی تعلیم جبریلؑ، حضرت خدیجہؓ کے پاس رسول اکرم ﷺ کی مراجعت اور ان کی تصدیق نبوت اور تسلی وتشفی حضرت ورقہ بن نوفل سے ملاقات ومکالمہ اور ان کی تصدیق وپیشگوئی، وفات ورقہ، فترہ وحی اور اسکی تین سالہ مدت بقول ابن اسحاق پھر سورہ مدثر کی تنزیل اور وحی کی مسلسل آمد وتنزیل کے واقعات کا ذکر کرکے ایک نئی بات کہی ہے جو بالعموم کتب سیرت میں نہیں تھی وہ یہ کہ نزول سورہ مدثر سے آپ ﷺ کی رسالت کی ابتدا ہوئی جو آپ ﷺ کی نبوت کے تین سال بعد کا واقعہ ہے:

''ونزول ابتداء رسالة به وسلم فهى متاخرته عن نبوية بثلاث سنين ، وقيل مقارنة لنبوته'' (۱۲) اس کے بعد دوسرے واقعات رسالت ہیں جیسے:

- لوگوں کو اسلام کی خفیہ تبلیغ کہ اظہار کا حکم نہیں تھا۔
- نماز پڑھنے کے لئے مسلمان وادیوں میں سے کسی میں چلے جاتے تھے تاکہ لوگوں سے معاملہ مخفی رہے۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص اور ان کی جماعت مسلمین کی نماز وادی پر مشرکوں کے ایک گروہ کی اطلاع اور ایک مشرک کو دوران تصادم زخمی کرنے کا واقعہ یہ پہلا خون تھا جو راہ اسلام میں بہایا گیا۔
- اسی واقعہ کے بعد رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ دار ارقم میں داخل ہوگئے تاکہ خاموشی سے عبادت ونماز ادا کرسکیں۔
- تاآنکہ اللہ تعالیٰ نے دین کے اظہار کا حکم بھیجا حمزہ بن عبدالمطلب کے تین دن بعد چھ سن نبوت میں

حضرت عمرؓ کواسلام کی ہدایت دی ۔ یہ راجح قول ہے اور مدت اخفاء تین سال تھی ۔

۔ اس مدت میں قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو ایذا دیتے رہے جب کہ کمزور مسلمانوں جیسے بلالؓ، خباب بن ارت، عمار بن یاسرؓ اوران کے والدین یاسر وسمیہ اوران کے بھائی عبداللہ پر بڑے مظالم ڈھائے حتی کہ ابوجہل ملعون نے حضرت سمیہؓ کوان کی شرم گاہ پر برچھا مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا اور وہ اولین شہیدہ اسلام ہیں ۔

۔ قریشی ایذاء وتعذیب کے سبب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارے سے مسلمانوں کی ایک جماعت نے حبشہ کی طرف ہجرت کی ان میں حضرت عثمان بن عفانؓ اوران کی زوجہ حضرت رقیہ بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تھیں اور نجاشی نے ان کا اکرام کیا۔ ان کی روانگی کی خبر پا کر قریش ان کے تعاقب میں نکلے لیکن کسی کو نہ پکڑ نہ سکے ۔ یہ حبشہ کی دو ہجرتوں میں سے ایک ہجرت اولیٰ تھی ۔ جو رجب سنہ پانچ نبوت میں ہوئی پھر چھ ماہ سے کم مدت تک حبشہ میں قیام کے بعد ان مہاجرین میں سے بہت سے مکہ لوٹ آئے کیونکہ ان کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سورہ نجم کے وقت سجود مشرکین کی خبر ملی تھی جس سے ان کا ان کے اسلام لانے کا گمان ہو گیا تھا۔ (۱۳)۔

۔ نورالابصار کی اگلی فصل کا طویل عنوان ہے : رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا معاہدہ قریش ،آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کا انتقال بنوثقیف وطائف کا سفر نبوی ، اوراسلام انصار کی ابتداء اور دوسرے متعلقہ واقعات ، ان کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے ۔

۔ المواہب المدینہ کے مطابق قریش رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اعزاز واجلال اور حبشہ میں صحابہ کرام اور عمر بن خطاب کے اسلام اور قبائل میں اسلام کی تبلیغ واشاعت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور ابوطالب نے بنو ہاشم اور بنو مطلب کو جمع کر کے ان کی وادی (شعبھم) میں اکٹھا کر دیا اور انھوں نے عادت جاہلیہ کی حمیت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی مدافعت کی۔ یہ دیکھ کر قریش نے مقاطعہ بنو ہاشم وبنو مطلب کیا تا آنکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کے لئے ان کے حوالے نہ کریں ۔ تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت کی صرف ابولہب نے قریش کا ساتھ دیا ۔ صحیفہ مقاطعہ کی کتابت کاتب منصور بن عکرمہ بن ہشام کے ہاتھ کے شل ہونے اور صحیفہ کے خانہ کعبہ میں آویزاں کئے جانے کا ذکر کر کے مدت مقاطعہ دو یا تین سال بتائی ہے پھر مسلمانوں کی کسمپرسی اور محصوری کا ذکر کر کے ان پانچ افراد اکابر قریش کے ناموں کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ان کی مساعی سے صحیفہ منسوخ ہوا۔ ویسے اس صحیفہ کو دیمک نے چاٹ لیا تھا اور سوائے نام الٰہی کے اس میں اور کچھ نہ بچا تھا۔ صحیفہ مقاطعہ کا واقعہ کافی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے (۱۴)

- خاتمہ پر بعض اشعار ہیں جوان پانچوں کی منقبت میں ہیں۔
- نبوت کے دسویں سال اول ذی قعدہ کوابوطالب کی وفات جوشعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ اور۲۱دن بعد ہوئی۔مواہب لدینہ کے مطابق ان کی عمر۸۷سال تھی ۔حضرت سعید بن المسیب کی روایت پران کے انتقال کے وقت رسول اکرمﷺ کی تبلیغ ابوطالب کا قریشی اکابر کے دباؤ پر ملتِ عبدالمطلب پرمرنے کا اعلان ،روایت حضرت علیؓ پران کی تدفین وتکفین ،وغیرہ رسول اکرم کا حزن وملال اورممانعت کی آیت کریمہ اترنے تک ان کے لئے دعائے مغفرت اور جنازہ ابوطالب دیکھ کران کی صلہ رحمی اور جزائے خیر نبوی کا ذکر کیا گیا ہے۔اورتنبیہ کے تحت کفر کی چار انواع اوران کی مختصر تفصیل دی گئی ہے کہ ان سب میں مغفرت نہیں ہوتی ۔(۱۵)
- اسی دسویں سال میں الگ عنوان سے وفات حضرت خدیجہؓ اوران کے ساتھ جنت کی دوسری ازواج کا ذکر ملتا ہےاوراس برس کی دومصیبتوں کا ذکرخاص کیا گیا ہے۔(۱۶)
- دسویں سال نبوت میں طائف،ثقیف کے تنہا یاحضرت زیدبن حارثہ کے ساتھ سفرنبوت کا نسبتاً مفصل ذکر ہے جوحضرت خدیجہؓ کی موت کے تین ماہ بعد ۲۷شوال کو اختیار کیا گیا تاکہ ان کی مدد حاصل کی جائے کیونکہ چچا ابوطالب کی موت کے بعد آپﷺ بے سہارا (مکروب) رہ گئے تھے تین برادر اکابر ثقیف کے ساتھ رسول اکرمﷺ کے مکالمہ،ان کے استہزاء اورتعذیب ،شہر سے اخراج ،بدمعاشوں کے زخمی کرنے ،عتبہ وشیبہ فرزندان ربیعہ کے باغ میں پناہ لینے ،ان کی انگور سے ضیافت نبوی ،نصرانی غلام حضرت عداس کے واقعہ اوراسلام لانے کا خاصا مفصل ذکر ملتا ہے ۔واقعہ عداس کے لئے بغوی کی تفسیر سورۃ احقاف کا حوالہ بھی دیا ہے ۔سفر سے واپسی پرملک الجبال اورحضرت جبریل کے نزول ،ثقیف پرعذاب الٰہی کی تنزیل اجازت اورآپﷺ کی رحمت کا ذکر ہے۔(۱۷)
- طائف سے واپسی پرغار حراء میں قیام فرمایا اوراسد الغابہ کے مطابق وہاں سے مطعم بن عدی کی جوار حاصل کی اوراس جوار کے تحت مسجد میں تشریف لائے۔ طائف سے آپﷺ کی واپسی ۲۳ذوقعدہ کوہوئی (۱۸) اس کے بعد طائف سے واپسی پرنصیبین کے سات جنات سے ملاقات اورسورۃ جن کی تلاوت نبوی کا ذکر مغلطائی اور صحیحین کےحوالے سے کیا ہے۔(۱۹)
- نبوت کے گیارہویں برس انصار کے اسلام کا آغاز ہوا۔رسول اکرمﷺ کی مستقل سنت تھی کہ مواسم کے زمانے میں عکاظ ،مجنہ اورذوالمجاز کے منازل عرب میں لوگوں سے ملے تھے اوران سے اسلام لانے اورنصرت دینے کامطالبہ فرماتے تھے ۔امسال خزرج کے اس خاندان سے ملے اوران کومنیٰ میں عقبہ کے پاس دعوت اسلام دی اور ان سب چھ کے چھ خزرجیوں نے اسلام قبول کرلیا اورنصرت ومعاونت کے لئے اگلے سال کی مہلت مانگی ۔ان کی

وجہ سے مدینہ/ انصار کے تمام گھروں میں آپ ﷺ کا ذکر خیر ہونے لگا۔اگلے سال بارہ ۔(دس خزرجی اور دواوسی کے)انھوں نے بیعت عقبہ ثانیہ کی اورواپس جا کرانھوں نے اسلام کوخوب پھیلایا حضرت اسعد بن زرارہ کی سرداری اشاعت اسلام،حضرت مصعب بن عمیر کی مکہ سے بطور مبلغ ومعلم روانگی ،اور بہت سے اکابر مدینہ کی حمایت ونصرت کے بعد تیسرے سال بیعت عقبہ ثالثہ ہوئی جسے بعض بیعت ثانیہ کہتے ہیں یہ بیعت حرب کہلاتی ہے جس میں حضرت عباسؓ بھی موجود تھے۔(۲۰)

۔ نبوت کے بارہویں سال اورہجرت سے ایک سال قبل امام زہری کے مطابق بروز شنبہ ۲۷ ربیع الاول کو اسراء ومعراج کے واقعات ہوئے ۔ یہ تاریخ ابن اثیراورنووی نے شرح مسلم میں دی ہے ۔ ربیع الآخر کا ذکر بھی کیا گیا ہے جیسا کہ نووی نے اپنے فتاویٰ میں کہا ہے ۔ایک قول یہ بھی ہے کہ رجب میں پیش آئے اورجس پر آج کل عمل بھی ہےان کے علاوہ بھی دوسری تاریخیں دی گئی ہیں البتہ منامی اسرء ومعراج شعرانی کے مطابق تینتیس بار ہوئی تھی ۔اس شب قدر میں /شب معراج میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی جیسا کہ آج کل ہے۔یعنی رکعات کی تعداد وہی اصح ہے۔ایک قول ہے کہ دو دو رکعتیں فرض کی گئیں اور پھر سال ہجرت چار چار رکعات فرض ہوئیں ۔ یہ حضر کی نمازیں ہیں ۔اول اسلام میں صبح کی دو رکعات نماز تھیں یعنی دو رکعتیں طلوع شمس سے قبل اوردو رات میں جیسا کہ حلبی کا قول ہے اوردوسرے قول حلبی میں دو رکعت غروب شمس سے قبل تھیں ۔ شیخ شبلنجی نے امام خطیب کے حوالے سے نماز پنجگانہ کے آغاز کونماز ظہر سے مانا ہے البتہ دوسرے قول میں اسے صبح سے تسلیم کیا ہے ۔(۲۱)الکنز المدفون کے مصنف کے حوالے سے براق کی سواری اوربعض واقعات اسراومعراج کا ذکر کیا ہے ۔ دوسرے مآخذ ہیں : ترمذی اوراس میں تحویل قبلہ کا سبب بھی بیان کیا ہے جوکہ نمازوں کے دوران پہلے کعبہ تھا پھر نماز پنجگانہ میں بیت المقدس ہوا اور پھر اہل قبلہ ۔نماز وشب اسراء کے بعدخاص شق صدر کاذکر کیا ہے جوان کے مطابق چار بار متفقہ ہے اور پانچویں بارغیر متفقہ ۔شب اسراء میں رسول اکرم ﷺ کی رویت باری تعالیٰ کی بچشم سراقدس کے وہ قائل ہیں اوراس کوصحیح روایت بتاتے ہیں ۔

”وفی لیلة الاسراء رأی ربه بعینی راسه علی الصحیح وکلمه ورویته له فی الدنیا من خصوصیاته صلی الله علیه وسلم وهی مستحیلة شرعا علی غیر ه فی الدنیا“

آخرمیں کفار کی تکذیب پر بیت المقدس کے حضرت جبریل کے سامنے کرنے بارے میں روایت لکھی ہے ۔(۲۲)

اگلی فصل ہجرت اوراس کے متعلقہ واقعات پر باندھی ہے جو خاصی مفصل ہے ۔اس کے اہم ترین واقعات

یہ ہیں: انصار سے بیعت حرب ومعاہدہ کے بعد صحابہ کرام کو ہجرت مدینہ کی اجازت نبوی، اہل سیر کی عام روایات کی بنیاد پر، دار ہجرت کا رویا صادقہ کی روایت حضرت عائشہؓ، حضرت عمرؓ کی اپنے بھائی حضرت زیدؓ کے ساتھ علانیہ ہجرت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف حضرات ابوبکر وعلیؓ کا مکہ میں رہ جانا بقول ابن اسحاق وغیرہ، دارالندوۃ کی اہمیت اوراس میں قریش کی مجلس مشاورت برائے قتل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، اس مجلس میں کوئی ہاشمی موجود نہ تھا، بقول ابن درید پندرہ مردان کارشریک تھے۔ اور بقول ابن دحیہ سوافراد شریک مشاورت تھے۔ ایک نجدی شیخ کی صورت میں ابلیس کی شرکت ومشاورت، مختلف مشوروں کے بعد قتل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اتفاق، مفصل مباحثہ وکلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریشی مشاورت سے حضرت جبریلؑ کی آگاہی، حضرت علیؓ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے بستر پر سونے کی ہدایت، رات میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے خانہ مبارک سے خروج اور مٹی پھینکنے کا معجزہ، ابن اسحاق کی روایت سے حضرت علیؓ کو ہدایات نبوی، ابوحاتم کو روایت اور حاکم کی تصحیح سے روایت ابن عباسؓ کہ جس پر اس دن مٹی پڑی وہ بدر کے غزوہ میں مقتول ہوا، حضرت عائشہؓ کی مفصل روایت بخاری بابت ہجرت نبوی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اقدامات ہجرت اور معیت، ناقہ نبوی کے بارے میں بعض تفصیلات، بیت صدیقی سے جمعہ کی رات میں غارثور کی طرف روانگی اور شب دوشنبہ تک وہاں قیام اور دوشنبہ کو غارثور سے روانگی اور آٹھ دن کے سفر کے بعد مدینہ وصول، قریش کا تعاقب اور ناکامی، غارثور کے معجزات عنکبوت وغیرہ، اس سے متعلق اشعار قصیدہ بردہ میمیہ، حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی باوجود صغرسن کے غارثور میں قریش کی تیاریوں اور خبروں سے آگاہی اور حضرت عامر بن فہیرہ کی خدمات، عبداللہ بن ارقط کی دلالت طریق، سراقہ بن مالک کا تعاقب کا واقعہ اور اس سے متعلق بوصیری کے قصیدہ ہمفریہ کے بعض اشعار، حضرت ام معبد کا واقعہ اور معجزہ نبوی، سیرۃ حلبی کے حوالہ سے حضرت ام معبد اوران کے خاندان کا اسلام اور ہجرت زمخشری کی ربیع الابرار کے حوالے سے ہند بنت الجون کی روایت بابت درخت اوراس میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلی کی برکت، لوگوں کا حصول برکت وفات نبوی کا اس درخت پر اثر اور تیس سال بعد شہادت علیؓ اوراس کے بعد شہادت حسینؓ اوراس کے بعد اس کا قطعی خاتمہ۔

مدینہ کے مسلمانوں کی ہجرت نبوی سے آگاہی اور ستقبال، انتظار قدوم میمنت لزوم اور قباء میں آمد بروز دوشنبہ، تاریخوں پر اختلاف یکم ربیع الاول یا بارہ ربیع الاول، حضرت علیؓ کی ضعفاء مسلمین مکہ کے ساتھ قبا میں آمد اور ملاقات نبوی، ہجرت نبوی کے صرف تین دن بعد ان کی مکہ سے روانگی کی تاریخ، ہجرت کے دن سے تاریخ لکھنے کی ہدایت نبوی، قباء میں بنوعمرو بن عوف میں بائیس روز قیام نبوی، مدت قیام کی دوسری روایات، چودہ راتیں، یا تین یا چار ایام۔ مسجد قباء کی تعمیر اور اولین جمعہ نبوی سو نمازیوں کے ساتھ وادی رانوناء مدینہ آمد، انصار کی دعوت قیام، ناقہ کی

ماموریت، پردہ نشین خواتین کا استقبالی وخیر مقدمی گیت، بیقہی کی روایت سے باب ابی ایوب پر ناقہ پر بیٹھنے سے بنی النجار کی بچیوں (جواری) کا گیت، رسول اکرم ﷺ کا جواب محبت، مربد یتمین کی دس دینار میں خرید نبوی اور مال ابی بکر سے ان کی ادائیگی۔تعمیر مسجد نبوی، کی تفصیلات معہ قبلہ اول وتحویل قبلہ، حضرت سودہ وعائشہؓ کے دوحجروں کی تعمیر اور مسجد نبوی کی عہد عثمانؓ تک تعمیر کی مختصر روداد، خانہ ابی ایوب انصاریؓ میں سات ماہ قیام نبوی، تعمیر وتکمیل مسجد نبوی اور حجرات شرح المقاصد اور صحیحین کے حوالے سے حضرت عمارؓ کا واقعہ اوران کے قتل کی پیشگوئی، مدینہ کی وباء میں صحابہ کی بیماری اور دعائے نبوی سے اس کی جحفہ منتقلی، صحیحین اور قسطلانی کی اس باب میں روایات اور توضیحات، حضرت بلالؓ کا نوحہ برترک وطن، اسدالغابہ کے حوالے سے قدوم مدینہ کے آٹھ ماہ بعد مواخاۃ مہاجرین وانصار اوراس کی شروط، وراثت کے معاط کی تنسیخ کا حوالہ اور مدینہ کی آراضی انصار سے مہاجرین کو قطائع۔(۲۳)

خصائص نبوی اور دلائل نبوت پر اگلی فصل باندھی ہے: خصائص کی آٹھ انواع بہت مفصل یکے بعد دیگرے بیان کی ہیں:

نوع اول: آپ ﷺ کے ان خصائص نبوی میں جو دنیاوی تھے اور جن میں دوسرا کوئی شریک نہیں تھا۔اس میں کوئی حوالہ نہیں ہے۔(۲۴)

نوع دوم ان خصائص میں ہے جو آپ ﷺ کے ساتھ امت محمدیہ کے لئے بھی ہیں جیسے مغانم کی حلت اور پوری زمین کا مسجد ہونا وغیرہ (۲۵)

نوع سوم: رسول اکرم ﷺ کے خالص اخروی خصائص میں ہے جیسے شفاعت وغیرہ (۲۶)۔

نوع چہارم: امت محمدی کے اخروی خصائص میں ہے جو خاصی مختصر ہے اور اس میں قول عکرمہ کا ایک حوالہ ہے۔(۲۷) نوع پنجم: ان مخصوص واجبات میں ہے جو آپ ﷺ کی ترقی درجات کے لئے عائد کی گئی تھیں جیسے وجوب صلاۃ الضحیٰ والوتر والتہجد وغیرہ (۲۸)

نوع ششم: ان خصائص نبوی میں ہے جو آپ ﷺ کے لئے حرام تھیں جیسے صدقہ زکوٰۃ لینا وغیرہ۔اس میں مغلطائی، مسند کے حوالے کے علاوہ مالکیہ کا مسلک بھی ہے (۲۹)۔نوع ہفتم آپ ﷺ کے مباحات کی خصائص پر ہے جیسے مسجد میں بحالت جنابت قیام وغیرہ (۳۰)

نوع ہشتم کرامات وفضائل پر مشتمل خصائص پر ہے جیسے عقب سے بھی نظر آنا، دن کی طرح رات میں بھی ملاحظہ فرمالینا وغیرہ۔اسمیں بعض حوالے ہیں جیسے سیرۃ ی معلطائی، عراقی کا نکتہ، ستۃ، سیوطی کی کتاب انموذج النسب فی خصائص الحسب، جس میں خصائص کو جمع کرنے کا ذکر کیا ہے (۳۱)

اس کے بعد دلائل نبوت کا ذکر خیر ہے جو ایک خاص سرخی کے تحت ہے، جیسے کتب سابقہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبشرات وغیرہ۔اس میں جن مآخذ کا ذکر ہے وہ ہیں: بیہقی کی دلائل النبوۃ،مواہب،ابن قتیبہ،سیدی محی الدین کی المحاضرات والمسامرات، یہ حصہ خصائص نبوی کے مقابلے میں نسبتاً مختصر ہے۔(۳۲)

''واما اسماؤہ'' کی سرخی کے تحت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اسماء گرامی کی فصل خاص ہے جن میں سے بعض قرآن میں آئے ہیں،بعض احادیث میں اوربعض کتب سابقہ میں، کثرت اسماء،اشرف مسمیٰ پر دلالت کرتی ہیں پھر اختلاف نقل کیا ہے اسم عین المسمیٰ ہے یا اس کا غیر۔ پھرقرآن واحادیث اورکتب سابقہ میں آپ کے اسماء گرامی کو یکے بعد دیگرے بیان کیا ہے اس کے حوالے ہیں: قسطلانی کی المواھب اللدنیہ،نووی کی کتاب تہذیب الاسماء واللغات اورہروی کی روایت وتوضیح ''فائدہ'' کے تحت حسین بن محمد وامغانی کی کتاب شوق العروس وانس النفوس کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی ناموں کی وضاحت کعب احبار کی روایت سے کی ہے۔ابن دحیہ کا بھی حوالہ ہے لیکن اصل ماخذ قسطلانی کی مواہب ہے۔تعداد اسماء چارسو یا آٹھ سو ہی یا صوفیہ کے مطابق ایک ہزار ہے۔اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے القاب کی مختصر فصل یا بحث ہے جو اسی طرح کافی تعداد میں تھے اورآخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیتوں کا ذکر کیا ہے۔اورمشہور کنیت ابوالقاسم کی توجیہ کی ہے کہ فرزند اکبر کے نام پر رکھی جاتی تھی (۳۳)

شمائل ومعجزات نبوی کی ایک خاص فصل باندھی ہے جو بہت مفصل ہے۔اس میں جسمانی شمائل کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیرتی شمائل کا بھی دلچسپ اور دلنشین ذکر ہے۔اوران کے متعدد مآخذ کے حوالے دیئے ہیں جیسے اُسد الغابہ وغیرہ برائے جسمانی شمائل، امام غزالی برائے محبوب ماکولات، مناوی بابت لباس نبوی، فائدہ کے تحت پانچ سادات انبیاء کا ذکر بروایت حضرت ابوہریرہؓ کیا ہے اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیب کے بارے میں سورہ ہود وغیرہ کا حوالہ ترمذی کی روایت سے دیا ہے(۳۴)

معجزات کا ذکر اس کے بعد خاص اس کے عنوان سے کیا ہے اوران کو کثیر بتا کر بہت سوں کو گنوایا ہے اورقرآن کریم کو معجزہ اعظم کہا ہے۔بعض روایات کو بعض ائمہ کے حوالہ سے غریب وضعیف بھی قرار دیا ہے جیسے قول الجمل،ابن کثیر وغیرہ دوسرے حوالے ہیں: بیہقی،الطبرانی،ابونعیم خاتمہ اس پر کہا ہے کہ آپ کے معجزات بلاشمار اورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ان گنت ہیں۔(۳۵)

احادیث شریفہ پر شیخ شبلنجی نے کافی مفصل اورطویل غالباً طویل ترین فصل باندھی ہے اوراس میں جوامع الکلم پر بحث کی ہے۔شروع میں تصریح کردی ہے کہ وہ سب صحیح الاسانید ہیں اورنادر ہی کوئی حدیث ضعیف اس میں آئی ہے۔اس میں ہرحدیث سے پہلے اس کی کتاب کا حوالہ مختصرات کی صورت میں ہے۔نواب صدیق حسنؒ نے اس

فصل کو اپنی کتاب الشامة العنبریہ میں حذف کر دیا ہے کہ اس پر بہت سی کتابیں موجود ہیں اور کتاب سیرت میں اس کی ضرورت نہیں ۔(۳۶)

غزوات نبوی اوران سے متعلق واقعات کی فصل اگلی ہے جو بالعموم ترتیب سنین اور ترتیب واقعات کے مطابق ہیں ۔مدینہ منورہ میں رسول اکرم ﷺ نے اس سال اور دوماہ قیام فرمانے کے بعد وفات پائی ۔ یہ بیان کر کے سال بہ سال کے واقعات بیان کئے ہیں ۔

سنہ اول : فرضیت جہاد اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کا سریہ رمضان ، وسریہ حضرت عبیدہ بن حارث ، وسریہ حضرت سعد بن ابی وقاص ۔ضرار، اولین غزوہ۔ابواء براویت ابن اسحاق و جماعت اہل علم نیز معروف بہ غزوہ ودان ،ابواء کی جغرافیائی توجیہ،اذان کی مشروعیت ،حضرت عائشہؓ کی رخصتی ،آمد مدینہ کے ایک ماہ بعد ہی صلاۃ حضر میں چار رکعات کا حکم ،اولین نماز جمعہ وخطبہ، آمد مدینہ کے آٹھ ماہ بعد مواخاۃ ،حضرت براء بن معرور اور تبع یمانی کی ایک ماہ بعد ہجرت نماز جنازہ ،موخر الذکر نے بعثت نبوی سے سات سو سال ایمان لا کر ہجرت نبوی کے دن وفات پائی تھی جیسا کہ ابن عبدالبر ابن العاد نے کہا ہے ۔

سنہ دوم : نصف شعبان میں تحویل قبلہ ، رمضان کی فرضیت سے قبل زکوٰۃ المال کی فرضیت جیسا کہ نووی نے الروضہ کے باب سیر میں کہا ہے، اواخر شعبان میں فرضیت روزہ ، ۲۷ رمضان بروز جمعہ غزوہ بدر ،۲۸ رمضان کو فرضیت زکوٰۃ فطر اور صلاۃ عیدا الفطر اور صلاۃ عیدالاضحیٰ کی ادائیگی اور قربانی دودنبوں کی ، حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کی شب عروس، غزوات بواط ،ذوالعشیر ہ وبنی قینقاع اور سویق ۔مواہب کے حوالے سے مقامات کی جغرافیائی تشریح نیز قاموس کا حوالہ بھی ،غزوہ قینقاع کا صرف حوالہ،سویق کی کچھ تفصیل ۔

سنہ سوم : شوال میں حرمت خمر (شراب) ، دوسری روایت میں حرمت کا سال چہارم تھا ، ولادت حضرت حسن بن علیؓ غزوات احد وحمراء الاسد وغطفان ، اور سریہ کعب بن الاشرف ،مواہب کے حوالے سے احد کی تشریح اور تاریخ وتفصیل غزوہ وغیرہ ۔

سنہ چہارم: غزوات بنی النضیر وذات الرقاع اور صلوٰۃ خوف ، دوسری تاریخ بھی ،ولادت حضرت حسین بن علیؓ اور نزول آیت تیمّم براویت الروضہ، دو یہودی زانیوں کا رجم ،سفر میں نماز قصر کے احکام ۔

سنہ پنجم : غزوات دومۃ الجندل ومریسیع جو غزوہ المصلطق بھی کہلاتا ہے ۔حاکم کی ترجیح کے مطابق واقعہ افک اسی سال ہوا تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ سنہ چھ کا واقعہ ہے جیسے کہ ابن اسحاق کا قول اور طبری وغیرہ کا جزم ہے ،موسیٰ بن عقبہ کے مطابق وہ سنہ چار کا واقعہ ہے،اسی سال حجاب کے احکام نازل ہوئے ۔اور ایک روایت کے مطابق اس سے

قبل سنہ میں ، اسی میں شہسواری کا مقابلہ نبوی ہوا اورغزوہ خندق یاغزوہ احزاب پیش آیا جیسا کہ ابن اسحاق کا خیال ہے کہ اورموسیٰ بن عقبہ کے مطابق وہ سنہ چار کا واقعہ ہے اسی سنہ پنجم میں غزوہ بنی قریظہ ہوا۔

سنہ ششم : غزوہ صلح حدیبیہ، بیعت رضوان کی تھوڑی تفصیل وتاریخ ،رمضان میں قحط اوردعائے نبوی سے بارش سے سیرابی اورغزوات بنی لحیان وغابہ۔

سنہ ہفتم : ذوالقعدہ کے آغاز میں غزوہ عمرۃ القضاء ،دوہزارصحابہ اورساٹھ (اونٹوں کے ساتھ ساتھ اورمکہ میں تین روز قیام ،غزوہ خیبر، اسلام ابی ہریرہؓ، سلاطین کونامہائے نبوی ،اورخاتم نبوی بطورمہر کا استعمال ، پالتو گدھوں کے گوشت کی تحریم اورمتعہ کی حرمت ،حضرت ماریہ قبطیہ اورخچر دلدل کی آمداوردوسرے واقعات۔

سنہ ہشتم : غزوہ فتح مکہ رمضان ،۲۰ رمضان کوطواف کعبہ اور بتان کعبہ کی شکست ،حضرت خالدبن ولید عثمان بن طلحہ اورعمروبن العاص کی آمد مدینہ اوراسلام ،غزوہ حنین ، وغزوہ طائف ،منبرنبوی کی تعمیر اوراس پر اولین خطبہ (دوسری روایت سنہ نویں منبر بنایا گیا جیسا کہ مولد ابن الجوزی کا خیال ہے)،فرزندنبوی حضرت ابراہیمؓ کی ولادت ، وفات دخترِ نبوی حضرت زینب وغیرہ۔

سنہ نہم : غزوہ تبوک ، انہدام مسجد ضرار، وفودکا قدوم مسلسل ، حج ابوبکرصدیقؓ تین سوصحابہ اوربیس بدنہ کے ساتھ اورسورۃ براءت کا ساتھ تا کہ ان کا عہدختم کردیا جائے ۔مشرکین کے حج کرنے پر پابندی کا اعلان اورعریاں طواف کرنے کی ممانعت ،حضرت نجاشی اوردختر نبوی حضرت ام کلثوم کی وفات وغیر متعددواقعات۔

سنہ دہم : حجۃ الوداع جس کا نام حجۃ الاسلام ہے ،جمعرات ذوالقعدہ کو مدینہ سے رسول اکرمﷺ کی روانگی ،آپ کے ساتھ چالیس ہزار یاستر ہزار یاایک لاکھ یا اس کے علاوہ صحابہ تھے ،جمعہ کے دن وقوف ،سورہ/ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** کا نزول ہجرت کے بعد کااکلوتا حج ،قبل نبوت اور بعد بعثت متعدد حجات کے جن کی تعداد نامعلوم ہے ،ہجرت کے بعد چارعمرے ، ان کی تفصیل صحیحین کے حوالے سے ،فرضیت حج کے سنہ میں اختلاف ،۵ھ یا چھ ہجری، ۷ہجری یا۸ہجری یانوہجری ہیں ۔ اسلام حضرت جریر بن عبداللہ بجلی اورنزول سورہ نصر، حجۃ الوداع میں منیٰ کے یوم النحر کو،ایک روایت کے مطابق وفات سے صرف تین دن قبل سورہ نصر کا نزول ہوا وفات فرزندنبوی حضرت ابراہیمؓ۔یہ تمام **معلومات** حاشیۃ الشنوائی علی المولد سے کچھ تصرف وزیادات کے ساتھ ماخوذ ہیں اوراس کا بیان ختم ہوا۔

جن غزوات میں رسول اکرمﷺ نے بنفس نفیس قتال فرمایا وہ بدر، احد،خندق ،مصطلق ،خیبر ،فتح ،حنین اورطائف ہیں جیسا کہ ابن اسحاق کا قول ہے ۔اپنے دست مبارک سے آپﷺ نے سوائے ایک شخص ابی بن خلف کے اورکسی کوقتل نہیں فرمایا ۔اسے احد میں قتل کیا تھا اوراس کے قتل کا سرّ بیان کیا ہے اورسیرۃ الباہلی کے حوالے سے اسے نسبتا

تفصیل کے ساتھ اس کا قتل کا واقعہ بیان کیا ہے۔(۳۷)

سرایائے نبوی اور بعوث نبوی کی ایک الگ سرخی کے تحت ان کو ان کے امراء ومقامات کے ساتھ مختصر مختصر بیان کیا ہے اس کے بعض مآخذ وحوالے دلچسپ ہیں جیسے موتہ میں سیدنا جعفر کی شہادت کا صرف ذکر، سریہ سالم بن عمیر ابی جعد کے بارے میں شیخ محی الدین کا بیان کہ مجھ سے اسے عمرو بن عوف نے بیان کیا، آخر میں لکھا ہے کہ غزوات کی مانند تمام سرایا بھی ہجرت کے بعد ہوئے تھے۔بعض واقعات کا بھی ذکر کیا ہے جیسے ۷ھ میں ساحر یہود لبید بن الاعصم کا جادو کرنے کا واقعہ اکابر ورؤساء یہود مدینہ کے دباؤ میں مسحوریت کا واقعہ اور مدت وغیرہ، جماعت اہل مدینہ کا نفاق اوران کا سردار عبداللہ بن ابی بن سلول اوران کے بارے میں سورہ منافقون کا نزول، ۷ہجری ہی میں یہودی عورت کی زہرخورانی کا واقعہ بحوالہ بخاری قسطلانی بیہقی، زہری، ابن سعد(کچھ تفصیل کے ساتھ)(۳۸) اعمام وعمات، ازواج وخدم وغیرہ پر فصل باندھی ہے لیکن ان کا ذکر الگ الگ کیا ہے: ذخائر العقبی کے حوالے سے آپ ﷺ کے بارہ اعمام کا ذکر کیا ہے اور تیرہویں فرزند عبدالمطلب والد ماجد تھے۔بعض کے بارے میں کچھ تفصیل دی ہے، حارث اکبر فرزند تھے، ان کو زمانہ اسلام نہیں ملا۔

اختتامی تجزیہ

شیخ شبلنجی سید مومن بن حسن مومن تیرھویں صدی ہجری کے اواخر کی تالیف ''نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار'' بظاہر صرف آل بیت کے مناقب کی کتاب لگتی ہے لیکن وہ اصلاً بارہ امامان گرامی قدر کے علاوہ ائمہ اربعہ اور خلفائے راشدین کی سوانح بھی ہے۔اس میں سیرت نبوی کے کل چالیس صفحات ایک مختصر سیرت کا مواد اور انداز رکھتے ہیں۔مولف گرامی نے سبب تالیف حصول تبرک بتایا ہے۔اس عجالہ نافعہ کو اردو سیرت نگاری میں متعارف کرانے کا سہرا اسی دور کے ایک عظیم عالم ومصنف نواب سید صدیق حسن قنوجی بھوپالی کے سر ہے۔انھوں نے اپنے قیمتی رسالہ سیرت الشمامة العنبریه میں اس پر اپنی کتاب مستطاب کو مبنی بتایا حالانکہ وہ ان کی ایک گراں قدر نئی کتاب سیرت ہے۔نورالابصار کے سیرتی مواد کے تجزیہ سے حسب ذیل خصائص واوصاف معلوم ہوتے ہیں جو اس کو صحیح معنی میں سیرت نبوی کے شیدائیوں کے لیے سرمہ بصیرت بناتے ہیں۔

- شبلنجی مختصرِ سیرت کا انداز نگارش دوسرے مختصراتِ سیرت سے مختلف ہے کہ وہ موضوعاتی سے زیادہ تاریخی ترتیب کے مطابق ہے۔وہ اصلی مآخذ سیرت کے انداز وطریق میں نسب وولادت نبوی سے وفات نبوی تک کے واقعات مختلف فصول میں اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔مدنی عہد کے دہ سالہ واقعات وہ امام طبری کی مانند سنہ وار بیان کرتے ہیں۔

- خوبصورت سادہ اور دلنشین عربی نثر میں وہ اپنے رسالہ سیرت کو پیش کرتے ہیں اور زبان و بیان کے ساتھ اختصار اس کا خاص وصف ہے۔ اسی زبان و بیان کی دسترس اور موضوع و مضمون پر ماہرانہ گرفت نے نورالابصار کو ایک نادرہ کار مختصر بنادیا ہے جس کی طرف نظریں جاتی ہی نہیں۔

- اس اختصار کی جامعیت کی صفت بھی اس کے خصائص میں سے ایک ہے۔ وہ مختصر جملوں میں اختلافی روایات بھی پیش کر دیتے ہیں، اس کا معروف طریقہ اپناتے ہیں کہ جس روایت وقول کو صحیح سمجھتے ہیں اسے صیغہ معروف میں اور باقی کو قیل کے ساتھ صیغہ مجہول میں بیان کرتے ہیں۔

- مختلف و متنوع اور بسا اوقات متصادم روایات و اخبار سیرت میں تطبیق دیتے ہیں لیکن یہ تطبیق بسا اوقات عجیب وغریب ہوتی ہے لیکن بہرحال اس سے مختلف علماء سیرت کے آراء و افکار اور اقوال کا پتہ چلتا ہے۔ وہ کئی ابواب میں متصادم روایات میں محاکمہ کر کے کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔ اکثر کسی موخر کتاب و ماخذ سے وہ ایسی تمام روایات نقل کر دیتے ہیں اور یہ خاص طریقہ واردات روایتی سیرت نگاروں کا ہے۔

- سیرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان میں وہ بعض ابواب و مباحث میں سیرت انبیاء کے دلچسپ واقعات و احوال بھی لے آتے ہیں۔

- وہ بھی متعدد جامع سیرت نگاروں کی مانند متعدد اور بسا اوقات زیادہ سے زیادہ روایات لانے کے شوق میں ضعیف روایات نقل کر دیتے ہیں جیسے مرضعات نبوی میں ان کا طریق ہے جو حلبی وغیرہ جامعین سیرت نے اختیار کیا ہے۔ ضعیف اور مشہور روایات زیادہ تر ابواب میں لاتے ہیں۔ اسی میں عام متفقہ خیال وعقیدہ کے خلاف روایات واقوال کا معاملہ بھی آتا ہے جیسے معراج میں رویتِ باری تعالیٰ، شیخ شبلنجی بہرحال ان میں تنہا نہیں ہیں۔

- مؤلف نورالابصار کا سب سے بڑا امتیاز یہ ہے کہ وہ بہت سے مصادر مشہور و معروف کے علاوہ کافی تعداد میں غیر روایتی اور غیر معروف کتب سیرت کے حوالے دیتے ہیں اور ان کی روایات لاتے ہیں۔ بنیادی مآخذ میں ابن اسحاق و ابن ہشام، مواہب لدنیہ، سیرت حلبیہ، سہیلی، موسیٰ بن عقبہ، طبری، ابن سعد وغیرہ ہیں۔ تمام متاخر سیرت نگاروں کی مانند وہ زرقانی اور ان کی کتاب جامع شرح مواہب لدنیہ کا حوالہ بہت دیتے ہیں اور کبھی کبھی اس کے متن قسطلانی کا اور زہری کا بھی۔ دوسرے غیر روایتی مصادر ہیں: ابن قیم، کعب الاحبا، محی الدین ابن عربی/ حیاۃ الحیوان، یعمری، بغوی کی تفسیر سورہ احقاف (حضرت عداس ؓ کے معاملہ میں) اسدالغابہ، صحیحین اور مغلطائی (جنات نصیبین)، تاریخ ابن اثیر، نووی شرح مسلم، فتاویٰ نووی، شعرانی (اقوال اسراء و معراج میں) خطیب بغدادی، الکنز المدفون، ابوحاتم، حاکم (کی تصحیح روایت) زمخشری کی ربیع الابرار، شرح المقاصد، بخاری، نووی کی شرح المہذب، مستدرک حاکم

بطور ماخذ، مسند احمد، عراقی کا نکتہ/الفیہ، سیوطی کی انموذج اللبیب، بیہقی کی دلائل النبوۃ، ابن قتیبہ، ابن عربی کی المحاضرات والمسامرات، نووی کی تہذیب الاسماء واللغات، محمد بن حسین دامغانی کی شوق العروس وانس النفوس، ابن دحیہ کی کتاب اسماء، امام غزالی (برائے ماکولات پسندیدہ)، اسد الغابہ (شمائل نبوی کے لیے)، ترمذی کے حوالے سے شیب نبوی (سورہ ہود کی حدیث)، طبرانی، ابونعیم (معجزات)، نووی کی الروضہ، ابن عبدالبر و ابن العماد (اسلام و وفات تبع یمانی)، ابن الجوزی کی کتاب المولد، حاشیہ الشنوائی علی المولد، سیرۃ الباہلی، ذخائر العقبیٰ، زکریا انصاری کی کتاب بھجۃ الحاوی، عبدالسلام کی شرح الجوہرۃ، سبکی، شیخ الاسلام کی شرح بخاری، امام اشعری، شیخ واستاذ شیخ شبلنجی، مصعب زبیری، ابوالخیر قزوینی، بخندی، ابوالقاسم دمشقی، ابن ماجہ، ابوعمرو، (ابن عبدالبر بطور حاکم و مصحح)، دولابی، ابوسعد کی کتاب شرف النبوۃ، فضل بن خیرون کی کتاب الاصداف، ابن حجر کی شرح الھمزیہ، تمام، البزار، ابوعلی حسن بن احمد کی کتب واحادیث، الدمیری کی حیاۃ الحیوان، زمخشری کی الکشاف، نیساپوری، عزالدین بن عبدالسلام کی کتب، احمد بن العماد کی کتاب کشف الاسرار عما خفی من الافکار۔ بعض دوسرے ماخذ ہیں جن کی طرف نظر نہیں گئی۔ ان کی مکمل فہرست سے نورالابصار کی ماخذی انفرادیت اور مرتبت کا درجہ بلند تر ہو جاتا ہے۔

- شیخ شبلنجی کی کتاب سیرت میں متعدد نئی معلومات وروایات بھی ملتی ہیں جو ان کی کتاب کی قدر و قیمت کو بڑھاتی ہیں مثلاً دوسرے اعمام، زبیر بن عبدالمطلب اور عباس بن عبدالمطلب، کے ساتھ یمن کے تجارتی اسفار نبوی جن کا ذکر عام مصادر نہیں کرتے۔ سورہ مدثر سے رسالت کی ابتدا جو نبوت محمدی سے متاخر تھی یا مقارن، دار ارقم میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے کفار پر تیراندازی یا ضرب کے واقعہ کے بعد داخلہ، سورہ حج کی آیت سجدہ پر اکابر قریش کا سجود جبکہ عام ومشہور روایات میں سورہ نجم کی آیت سجدہ کا ذکر ہے، بنہا نامی قریہ کا شہد ہدایائے مقوقس میں وغیرہ۔

- نورالابصار میں بسا اوقات متقدمین ومتاخرین کے طریق تفسیر وتشریح کے مطابق کسی سیرتی موضوع سے متعلق ضمنی متعلقہ مباحث بھی آجاتے ہیں مثلاً نزول وحی کے وقت ستاروں کی مار شیاطین پر پڑنے کی روایت سابقہ انبیاء کے حوالے سے، یا کفر کی اقسام کی بحث ایمان وعدم ایمان ابوطالب کی بحث میں، وفات حضرت خدیجہؓ کے حوالے سے جنتی ازواج مطہرات کا ذکر، ہند بنت الجون کی روایت درخت پر کلی کی برکت کا اثر اور وفات نبوی کا اس پر برا اثر اور شہادت علیؓ وحسینؓ کے بعد اس کا خاتمہ، تحویل قبلہ کے حوالے سے مسجد نبوی کی تعمیرات کا ذکر، حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہؓ کی افضلیت پر بحث نیز خواتین کی افضل ترین شخصیات۔

- قدیم ومتاخر سیرت نگاروں کی طرح شیخ شبلنجی مختلف فصول و ابواب میں بعض اشعار نقل کرنے کی گنجائش نکال لیتے ہیں جیسے نسب نبوی پر دو شعر اس کی جلالت پر ہیں، غار ثور کے مبینہ معجزات پر قصیدہ بردہ میمیہ اور

تعاقب سراقہ پر بوصیری کے قصیدہ ھمزیہ کے بعض اشعار، ازواج مطہرات کے تمام اسماء صرف تین شعروں میں کسی نے نظم کردیے ہیں، خطیب ضیاء الدین اخطب خوارزمی مالکی کے اشعار (ذوالفقار کے بارے میں)

- نورالابصار میں مؤلف گرامی نے بعض محققین کے حوالے سے ان سوالات کا جواب دیا اور ان خلاؤں کو پر کیا ہے جو روایتی مصادر میں رہ جاتے ہیں جیسے شیخ ابن عربی کے حوالے سے ان کا بیان وصراحت کہ رسول اکرم ﷺ نبوت سے قبل شریعت ابراہیمی کے مطابق عبادت کرتے تھے، رعی غنم سے قلب میں لطف ورافت پیدا ہوتی ہے اور مخلوق کی ہدایت ورعایت سے قبل نفس کی تہذیب ہوچکی تھی، طائف سے واپسی پر غار حرا میں قیام فرمایا اور وہاں سے حضرت زیدؓ کو جوار مطعم کے لیے بھیجا، دارالندوہ کی مجلس مشاورت میں کوئی ہاشمی موجود نہ تھا۔ ان کی مشاورت کے فیصلہ سے حضرت جبریلؑ کی آگاہی اور رسول اکرم ﷺ کو اطلاع، اسماء حسنی عین المسمی ہیں یا ان کا غیر، صوفیہ کے افکار واقوال اس باب میں ہیں، احادیث نبوی خاص جوامع الکلم پر فصل میں تمام صحیح احادیث ہیں، قبل نبوت اور بعد بعثت متعدد حج نبوی جن کی تعداد نامعلوم، معاشر شافعیہ کے مطابق فرزند ماں کے نکاح کا ولی نہیں ہوسکتا (حضرت ام سلمہؓ کا نکاح) حضرت زینب بنت جحش بوقت نکاح ۳۵ سال کی تھیں، سوال نبوی پر دس بار نزول جبریلؑ وغیرہ۔

- متعدد واقعات سیرت میں سنین اور تاریخوں کی قطعی تعیین بھی نورالابصار کا ایک امتیاز ہے جو محبّ طبری وغیرہ مختصرات نگار کے طریق سے ان کے ہاں آیا ہے۔ ولادت نبوی کی تاریخ دوشنبہ ۱۲/ربیع الاول مقرر کی ہے۔ مولد شریف پر شیخ شبلنجی نے اپنے ایک خاص رسالہ کا حوالہ بھی دیا ہے۔ وفات ابوطالب شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ اور اکیس دن بعد ہوئی، سفر طائف وفات حضرت خدیجہؓ کے تین ماہ بعد ۲۷/شوال کو اور طائف سے واپسی ۲۳/ذوالقعدہ کو ہوئی، ہجرت نبوی کے تین دن بعد حضرت علیؓ کی مکہ سے روانگی، قبا میں صحابہ کرام کی آمد کی متعدد تاریخیں ہیں۔

مدنی عہد کے واقعات کی متعین تاریخیں نسبتاً زیادہ ہیں اور وہ سنہ وار ہیں: ہجرت نبوی/آمد مدینہ کا ایک ماہ ہی صلاۃ حضر میں چار رکعات آٹھ ماہ بعد ہجرت مدنی مواخاۃ، تبع یمانی نے بعثت نبوی کے سات سال بعد اسلام قبول کرکے عین ہجرت نبوی کے دن وفات پائی۔ نصف شعبان میں تحویل قبلہ اور اواخر میں فرضیت زکوۃ المال اور دوسرے احکام کے سنین، ۲۷/رمضان بروز جمعہ غزوہ بدر، ۲۸/رمضان کو فرضیت زکوۃ فطر، ۲۰/رمضان ۸ھ کو طواف کعبہ اور اصنام کی شکست، بنات طاہرات اور اولاد امجاد کی ولادت و وفات کے سنین وتواریخ، وفات نبوی کی تاریخ ۱۲/ربیع الاول ۱۱ہجری بروز دوشنبہ دی ہے اور تدفین کی ۱۴/ربیع الاول منگل و بدھ کی شب مشترک میں، دوشنبہ کے حوالے سے متعدد واقعات سیرت کا ذکر کیا ہے جیسے ولادت، نبوت، ہجرت، مدینہ آمد، تنصیب حجر اسود، اور وفات نبوی اور بوقت وفات عمر شریف ۶۳ سال کی جو حضرات شیخین کی بھی تھی۔

نور الابصار ایک مختصر رسالہ سیرت ہونے کے باوجود اتنی معلومات و مآخذ اور نوادر کا ذخیرہ رکھتا ہے اور ان امتیازات وخصائص کی وجہ سے وہ سیرت نبوی کے ادب میں ایک منفرد شاہکار ہے۔ مآخذ مذکورہ سے خاص طور سے یہ تحریک ملتی ہے کہ ان سب اور دوسرے غیر روایتی مآخذ ومصادر سے الگ الگ سیرت نبوی کا مواد جمع کر کے شائع کیا جائے اور سب کا مجموعہ تو عطر مجموعہ سیرت ہوگا۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) سید صدیق حسن خان، الشامة العنبرية من مولد خير البرية، ۱۳۰۵ھ، ۵۔۶: مقدمۃ مؤلفؒ، نیز مضمون خاکسار ''نواب سید صدیق حسن خان اوران کی سیرت نگاری'' پیش کردہ سمینار بر نواب موصوف منعقدہ جامعہ سلفیہ، بنارس، ۲۹۔۳۰ اپریل ۲۰۰۶ء، مطبوعہ در ششماہی جہات الاسلام ج ۸ شمارہ ۱، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۴ء، کلیہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

(۲) نورالابصار، ۲۲۵: ''ترجمۃ المؤلف'' جس کے بعد فہرست کتاب نورالابصار ہے۔ گویا وہ فہرست کا صفحہ اول ہے۔

(۳) ایضاً، مرتبہ ومصححہ محمد الزہری الغمر اوی، المطبقہ المیمنیہ، مصر (قاہر)، ۱۳۲۲ھ، ۲۔۷+۴۷۔۹۹

(۴) ایضاً، ۹۹۔۱۰۰: نیز مقدمہ مؤلف۔

(۵) ایضاً، ۱۵۵۔۱۸۵، نیز مقدمہ مؤلف۔

(۶) ایضاً، ۱۸۵۔۲۰۷

(۷) ایضاً، ۹

(۸) ایضاً، ۹

(۹) ایضاً، ۹۔۱۰

(۱۰) ایضاً ص ۱۰

(۱۱) ایضاً ص ۱۰

(۱۲) ایضاً: ۱۱۔۱۲

(۱۳) ایضاً: ۱۱۔۱۲

(۱۴) ایضاً: ۱۱۔۱۲

(۱۵) ایضاً:۱۱
(۱۶) ایضاً:۱۲
(۱۷) ایضاً:۱۲۔۱۳
(۱۸) ایضاً،۱۳
(۱۹) ایضاً۔۱۳
(۲۰) ایضاً،۱۳۔۱۴
(۲۱) ایضاً،۱۴
(۲۲) ایضاً،۱۴
(۲۳) ایضاً،۱۴۔۱۸
(۲۴) ایضاً،۱۸
(۲۵) ایضاً،۱۸۔۱۹
(۲۶) ایضاً،۱۹،۲۰بحوالہ نووی
(۲۷) ایضاً،۲۰
(۲۸) ایضاً،۲۰ بحوالہ متدرک
(۲۹) ایضاً،ص۲۰
(۳۰) ایضاً۔۲۰،اس میں بعض حوالے بھی ہیں جیسے نووی کی شرح مسلم
(۳۱) ایضاً:۲۰۔۲۱
(۳۲) ایضاً:۲۱۔۲۲
(۳۳) ایضاً:۲۲
(۳۴) ایضاً،۲۴۔۲۵
(۳۵) ایضاً:۲۵۔۲۷
(۳۶) ایضاً:۲۷۔۳۴
(۳۷) ایضاً:۳۴۔۳۲
(۳۸) ایضاً:۳۶۔۳۷

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆